

سُورَةُ آلِ عَمْرٍ: تعارف اور خصوصیات

حاصلاتِ تَعَلُّم:

- ★ اس سورۃ مبارکہ کی تدریس کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ تلاوتِ قرآن مجید کے آداب پر عمل کر سکیں۔
- ★ سُورَةُ آلِ عَمْرٍ کے مرکزی مضامین اخذ کر سکیں۔
- ★ سُورَةُ آلِ عَمْرٍ کا با محاورہ ترجمہ کر سکیں اور اس کا فہم حاصل کر سکیں۔
- ★ سُورَةُ آلِ عَمْرٍ کی امتحان کے لیے منتخب آیات کا با محاورہ ترجمہ کر جائزہ کے قابل ہو سکیں۔
- ★ سُورَةُ آلِ عَمْرٍ کے منتخب الفاظ کے معانی جان سکیں۔
- ★ سُورَةُ آلِ عَمْرٍ میں مذکور قرآنی دعاؤں کو ترجمے کے ساتھ یاد کر سکیں۔

سُورَةُ آلِ عَمْرٍ قرآن مجید کی ترتیب کے اعتبار سے تیسری سورت ہے۔ اس میں کل دو سو (200) آیات ہیں۔ حضرت عمران، حضرت مریم علیہا السلام کے والد کا نام ہے۔ حضرت مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی والدہ ہیں اور بہت فضیلت والی خاتون ہیں۔

”آل عمران“ کا مطلب ہے: ”عمران کا خاندان“۔ اس سورت کی آیات تینتیس (33) تا سینتیس (37) میں اس خاندان کا ذکر آیا ہے۔ اس لیے اس سورت کا نام سُورَةُ آلِ عَمْرٍ ہے۔

سُورَةُ آلِ عَمْرٍ کا ایک نام امان اور ایک نام زہرا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دو روشن سورتوں سُورَةُ الْبَقَرَةِ اور سُورَةُ آلِ عَمْرٍ کو پڑھا کرو، کیوں کہ یہ دونوں قیامت کے دن اس طرح آئیں گی جیسے بادل ہوں یا جیسے پرندوں کی دو صف بستہ جماعتیں ہوں۔ یہ اپنے پڑھنے والوں کے لیے شفاعت کریں گی۔ (صحیح مسلم: 805)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے میں جو شخص سُورَةُ الْبَقَرَةِ اور سُورَةُ آلِ عَمْرٍ کا عالم ہوتا تھا، اسے بہت اہمیت اور عزت دی جاتی ہے۔ (مسند احمد: 12216)

سُورَةُ آلِ عَمْرٍ کی آیت اکسٹھ (61) آیت مباہلہ کہلاتی ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو غیر مسلموں کے ساتھ مباہلہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ مباہلہ کا معنی ہے کہ کسی

عقیدے کے بارے میں مختلف آراء رکھنے والے لوگ نہایت عاجزی سے اللہ تعالیٰ کے دربار میں یہ دعا کریں کہ ان میں سے جو جھوٹا ہو اس پر اللہ تعالیٰ کی لعنت اور پکڑ ہو۔

مباہلہ کا واقعہ:

مباہلہ کا پس منظر یہ ہے کہ عرب کے علاقے نجران میں نصاریٰ بڑی تعداد میں آباد تھے۔ اُن کا ایک وفد نبی کریم ﷺ کے پاس مدینہ منورہ آیا۔ یہ وفد ساٹھ (60) افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں چودہ (14) بڑے سردار بھی تھے۔ ان سرداروں میں تین افراد بہت خاص تھے۔ ان کے دینی و دنیاوی معاملات وہی تین افراد دیکھتے تھے۔ یہ وفد اعلان نبوت کی خبر سن کر نبی اکرم ﷺ سے منازعہ کرنے کی غرض سے آیا تھا۔ اس وفد نے بارگاہ رسالت ﷺ میں اپنے گمراہ کن عقائد پر دلائل دینے شروع کر دیے۔

نبی اکرم ﷺ نے تمام دلائل سماعت فرما کر ایک ایک دلیل کو رد فرمایا اور وہ لوگ لاجواب ہوتے چلے گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سورۃ آل عمران کی آیت نمبر اکسٹھ (61) میں نبی کریم ﷺ کو اُن سے مباہلہ کرنے کا حکم دیا۔ یہ حکم نازل ہونے کے بعد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ، حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا، حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لے کر نجران کے وفد کے پاس مباہلہ کے لیے تشریف لائے۔ جب پادریوں نے یہ روشن چہرے دیکھے تو وفد کے لوگوں کو تنبیہ کی کہ اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو یاد رکھو تمہارا نام و نشان تک مٹ جائے گا۔ چنانچہ انھوں نے مباہلہ کرنے سے انکار کر دیا اور جزیہ ادا کرنے کے لیے تیار ہو گئے۔

اس کے بعد نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! اللہ تعالیٰ کا عذاب اہل نجران کے نزدیک آچکا تھا اور اگر یہ مباہلہ کرتے تو انھیں جانور بنا دیا جاتا۔ اُن کی وادی میں آگ بھڑکتی رہتی اور انھیں ملیا میٹ کر دیا جاتا، یہاں تک کہ درختوں پر پرندے بھی ہلاک ہو جاتے اور سال ختم ہونے سے پہلے سارے نصاریٰ موت کے گھاٹ اتر جاتے۔

سورۃ آل عمران کے اکثر حصے اس دور میں نازل ہوئے ہیں جب مسلمان مکہ مکرمہ سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آ گئے تھے، مگر یہاں بھی کفار کے ہاتھوں انھیں بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ سب سے پہلے غزوہ بدر پیش آیا، جس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو عظیم الشان فتح عطا فرمائی اور کفارِ قریش کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ اس

بدترین شکست کا بدلہ لینے کے لیے اگلے سال انھوں نے مدینہ منورہ پر دوبارہ حملہ کیا اور غزوہ اُحد پیش آیا۔ ان دونوں غزوات کا ذکر سُورۃ اِلِ عِمْرٰن میں آیا ہے۔ غزوہ اُحد کا ذکر زیادہ تفصیل کے ساتھ آیا ہے۔

غزوہ اُحد:

غزوہ اُحد حق و باطل کے درمیان برپا ہونے والا دوسرا بڑا معرکہ ہے۔ یہ غزوہ سات شوال المکرم تین ہجری بروز ہفتہ مدینہ منورہ کے قریب اُحد نامی پہاڑ کے پاس ہوا۔ یہ غزوہ مشرکین مکہ کے خلاف لڑا گیا۔ مسلمانوں کی قیادت حضرت محمد رسول اللہ ﷺ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰخِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمائی، جب کہ مشرکین مکہ کا سردار اس غزوہ میں ابوسفیان تھا۔ تین ہزار افراد پر مشتمل مشرکین مکہ کا لشکر بھرپور تیاری سے مسلمانوں پر حملہ آور ہوا۔ غزوہ اُحد میں کفار کے مقابلے میں مسلمانوں کی تعداد ایک ہزار سے بھی کم تھی لیکن اُن کے حوصلے بلند اور ایمان مضبوط تھا۔

چھ شوال المکرم تین ہجری کو نماز جمعہ ادا کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰخِہٖ وَسَلَّمَ مشرکین مکہ کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ہمراہ مقام اُحد کی طرف روانہ ہوئے۔ اگلے دن اُحد پہاڑ کے دامن میں دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے۔ پہاڑ کے ایک دَرّے پر حضور اکرم ﷺ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰخِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت عبداللہ بن جُبَیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قیادت میں پچاس تیر اندازوں کا دستہ مقرر کیا تاکہ دشمن اس جانب سے مسلمانوں پر حملہ آور نہ ہو سکے۔ آپ ﷺ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰخِہٖ وَسَلَّمَ نے دَرّے پر مقرر مجاہدین کو تاکید فرمائی کہ جب تک انھیں حکم نہ ملے اس جگہ کو ہرگز نہ چھوڑیں۔

معرکہ کے شروع میں مسلمان غالب آنے لگے اور کچھ دیر بعد کفار شکست کھا کر فرار ہونے لگے۔ مسلمان سمجھے کہ وہ جنگ جیت گئے ہیں، اس صورت حال میں دَرّے پر مقرر مجاہدین کی جماعت میں سے چند مجاہدین کے علاوہ باقی نے اپنی جگہ چھوڑ دی۔ دشمن فوج نے اس موقع کو غنیمت سمجھتے ہوئے اُس دَرّے پر کسی طرح قبضہ کر لیا اور مسلمانوں پر دوبارہ حملہ آور ہو گئے۔ مزید برآں یہ افواہ بھی اڑادی گئی کہ نبی کریم ﷺ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰخِہٖ وَسَلَّمَ معاذ اللہ شہید کر دیے گئے ہیں۔ اس جھوٹی خبر نے مسلمانوں کے حوصلے پست کر دیے اور وہ ادھر ادھر بکھر گئے۔ تاہم کچھ جانثار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نبی پاک ﷺ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰخِہٖ وَسَلَّمَ کے ساتھ ثابت قدمی سے ڈٹے رہے اور آپ ﷺ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وَاٰخِہٖ وَسَلَّمَ کی حفاظت کا فریضہ سرانجام دیا۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ کفار کے دوبارہ حملے میں حضور اکرم ﷺ خاتم النبیین